ماڈیول نمبر3				سبق نمبر18: مرزا غالب		
		زبان کی مہارتیں				
سبق نمبر	سبق کا نام	سننا بولنا	پڑھنا	لکھنا	اصناف قواعد اسلوب	سرگرمیاں عملی کام
18	مرزا غالب	نئے الفاظ کا استعمال	غزل	سوالات کے جوابات	غزل اور سہل ممتنع	غالب کی غزل گوئی کا مطالعہ

شاعر کا تعارف :

غالب اردو کے عظیم شاعر تھے۔ ان کا اصل نام اسد اللہ بیگ خاں عرفیت مرزانوشہ، خطاب نجم الدولہ دبیرالملک نظام جنگ اور تخلص غالب تھا۔

اس طرح غالب کا پورا نام اسداللہ خاں غالب تھا۔ وہ 1797 کو اکبرآباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم مولوی معظم سے حاصل کی۔ بعد میں ایران کے ایک عالم ملا عبدالصمد سے فارسی زبان وادب سیکھا۔

شعر گوئی کی ابتداء کم عمری سے کی شروعات میں اسد تخلص اختیار کیا بعد میں پھر غالب رکھا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ فروری 1869 کو بستی حضرت نظام الدین اولیاء میں سپرد خاک ہوئے۔

غالب کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات میں انا پسندی، جدت طرازی، شوخی اور ظرافت شامل تھیں۔

غالب کی شاعری کی خصوصیات:

غالب کے مزاج میں جدت پسندی تھی۔ اسی لیے انھوں نے بنے بنائے راستے پر چلنے کے بجائے اپنے لیے نیا راستہ اختیار کیا۔ غزل میں فلسفیانہ خیالات کو داخل کیانئے الفاظ اور نئی تراکیب ایجاد کیں۔غالب کی شاعری کا اہم وصف یہ ہے کہ ان کے یہاں ہر موقع محل کی مناسبت سے اشعار موجود ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالب نے انسانی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا تھا اور کائنات کے اسرار کو سمجھ لیا تھا۔ غالب نے فلسفیانہ طرز اظہار کو بھی اپنایا اسی لیے اکثر ان کی غزلوں میں کیا، کیوں جیسے الفاظ ردیف کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انھیں مشکل پسند شاعر کہا گیا اور ان پر اعتراضات بھی کئے گئے جس کا جواب خود غالب نے بھی دیا:

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل

سن سن کے اسے سخنوران کامل

آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

لیکن وہیں یہ بات بھی صحیح ہے کہ انھوں نے جب آسان شعر کہنا شروع کیا تو سہل ممتنع تک پہنچ گئے۔ مثال:

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

غالب نے طرز اظہار میں بھی جدت سے کام لیا انھوں نے معمولی باتوں کو دلکش انداز میں پیش کیا:

بوئے گل، نالہ دل دود چراغ محفل

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

انھوں نے اپنے لیے مخصوص انداز اختیار کیا جس پر انھیں ناز بھی تھا کہتے ہیں:

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے

کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

غالب کے یہاں ایسے ایسے بلند خیال ملتے ہیں جو غالب سے پہلے اردو شاعری میں پیش نہیں ہوئے۔ مثال:

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

غالب کی شاعری میں "تہہ داری" بھی نکلتی ہے ایک ایک شعر کے کئی معانی نکلتے ہیں۔ غالب نے اپنے زمانے کی باتیں تو کہی ہیں، آنے والے زمانوں کی باتیں بھی پیش کردیں جو آج سچ ثابت ہورہی ہیں۔

غزل کے متن کی تشریح:

پہلا شعر:

اس شعر میں غالب نے وصال یار کا ذکر کیا ہے اور غزل کا مطلع ہی وصال و ہجر کی داستان لیے ہے کہ میری قسمت ایسی نہیں تھی کہ محبوب کا وصال ہوتا۔ مرگیا تو اچھا ہی ہوا ورنہ زندہ رہتا تو انتظار ہی کرنا پڑتا۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ معشوق کی نفسیات ظلم ڈھانے والی ہوتی ہے اس میں اس کو مزا ملتا ہے۔

دوسرا شعر:

اس شعر میں شاعر نے محبوب کی اس عادت کا ذکر کیا ہے جس میں کبھی وہ وعدے کو پورا نہیں کرتا۔ غالب اپنے محبوب سے مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اگر میں تمہارے وعدے پر زندہ رہا تو یہ سمجھو کہ تم نے جھوٹ سمجھا اگر مجھے اس وعدے پر اعتبار ہوتا میں مر نہیں جاتا۔

تیسرا شعر:

شاعر اس شعر میں محبوب کے ظلم کو بھی ادائے یار کہہ رہا ہے کہ میرے جگر میں پیوست تیرے تیر نیم کش نے مجھ کو انوکھی خلش عطا کی ہے جو لذت دے رہی ہے۔ اس لذت سے مجھے ایک سرور مل رہا اگر تیرا تیر جگر کے پار نہ ہوتا تو میں اس لذت سے ناآشنا رہتا۔

چوتھا شعر:

شاعر نے اس شعر میں شب غم کو بری بلا کہا ہے۔ اتنی بری کہ شاعر شب غم کی جگہ موت کو بخوشی گوارا کرنے کی بات کررہا

ہے تاکہ سانسوں کے تھمنے کے ساتھ ہی یہ رنج والم کا طوفان بھی تھم جائے اور اس سے نجات مل جائے۔ مگر موت اتنی آسانی سے نہیں آتی شب غم کی اذیت ہر لمحہ سہنی پڑتی ہے۔ میں جس کرب سے گزررہا ہوں اس کو سمجھنے والا کوئی نہیں ہے کیونکہ تب تک وہ سمجھ ہی نہیں سکتا جب تک وہ اس کرب سے نہ گزرا ہو۔

پانچواں شعر:

غالب نے اس شعر میں اپنی تعریف کی ہے اور یہ تعریف دوسروں کی زبان سے کہلوائی ہے۔ غالب جس طرح تصوف کے مسائل کے نکات کو بیان کرتا ہے اور جس انداز میں بیان کرتا ہے اس کو سن کر لوگ تجھے ولی سمجھتے لیکن ولی اس لیے نہیں سمجھتے کہ تو بادہ خوار ہے۔

خاص باتیں:

اس غزل کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں مسائل تصوف کا ذکر گیا ہے۔ تصوف ایک علم ہے جس میں مذہبی معاملات کی باریکیوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بیان غالب پر زور دیا گیا ہے اور بیان غالب سے مراد ان کا وہ مخصوص انداز ہے جس پر غالب خود فخر کیا کرتے تھے۔

سمجھنے کی باتیں:

اس غزل میں سمجھنے کی باتیں وہ ہیں جن کا تعلق مرکبات سے ہے۔ غالب نے اس غزل میں ترکبیں استعمال کی ہیں جیسے وصال یار، شب غم، تیر نیم کش، مسائل تصوف اور بادہ خوار وغیرہ۔ جب تک ان مرکبات کو سمجھا نہیں جائے گا، تب تک غالب کے اشعار سمجھ میں نہیں آئیں گے یہ سارے الفاظ مرکب الفاظ ہیں۔ یہ سارے مرکب الفاظ زیر کی اضافت سے بنائے گئے ہیں۔

آسان اردو میں معنی ہیں:

وصال یار	:	یار کا وصال
شب غم	:	غم کی شب
تیرنیم کش	:	آدھا کھینچا ہوا تیر
بادہ خوار	:	شرابی

غور کرنے کی باتیں:

غالب شاعر کا تخلص ہے۔ تخلص اس نام کو کہتے ہیں جو شاعر اپنی شاعری میں استعمال کرتا ہے اور جس شعر میں یہ استعمال کرتا ہے اسے مقطع، جو غزل کا آخری شعر ہوتا ہے۔

متن پر مبنی سوالات:

اپنی جانچ کیجئے:

بادہ خوار

[ ] شرابی

[ ] جواری

[ ] مداری

شب غم

[ ] رات کی بلا

[ ] اچھی بلا

[ ] شب کی بلا

مختصر جواب والے سوال:

* مقطع کسے کہتے ہیں؟

* تصوف سے کیا مراد ہے؟

طویل جواب والا سوال:

* اس غزل کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجئے؟

****